اذان کے مستحبات

اذان قبلہ رخ ہوکر پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا اذان دیتے وقت قبلہ رخ کھڑے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

مؤذن کو چاہئے کہ وہ قبلہ رخ کھڑے ہوکر اذان دے، شریعت اسلامی میں یہی طریقہ متوارث چلا آرہا ہے اس کے خلاف اذان نہ دی جائے۔(۱)

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: ویستحب أن یکون المؤذن صالحاً أی متقیا لأنه أمین فی الدین ...مستقبل القبلة کما فعله الملک النازل. (مراقی الفلاح علیٰ صدر الطحطاوی، باب الأذان: ۱۵۸)(۲)(فتاویٰ حقانیہ: ۶۵/۳)

---

(۱) عن معاذبن جبل قال: ... فجاء عبد اللّٰه بن زید - رجل من الأنصار - وقال فیه: فاستقبل القبلة،قال:اللّٰه أکبر،اللّٰه أکبر،الخ. (سنن أبی داؤد،باب کیف الأذان (ح:۵۰۷)/سنن البیهقی،باب استقبال القبلة بالأذان والإقامة (ح:۱۸۳۸)/المسند للشاشی،عبدالرحمن بی أبی لیلیٰ عن معاذ بن جبل (ح:۱۳۶۳)/المعجم الکبیر للطبرانی، عمروبن مرة عن عبدالرحمن بن أبی لیلیٰ (ح:۲۸۰)

عن ابن سیرین قال:إذا أذن المؤذن استقبل القبلة حتی إذا أرادأن یقول:حی علی الفلاح ، دار،ثم استقبل القبلة إذًا قال:اللّٰه أکبر.(مصنف عبدالرزاق،باب استقبال القبلة ووضعه أصبعیه فی أذنیه (ح:۱۸۰۴)

عن أبی طاهر الجعفی قال:أذنت مرارًا فقال لی سوید:إذاأذنت فاستقبل القبلة فإنه من السنة.(مصنف بن أبی شیبة.من کان یقول إذا أذن المؤذن فاستقبل القبلة (ح:۲۲۳۳)

عن ابن جریج قال:قلت لعطاء:أیؤذن المؤذن مستقبل القبلة قال:نعم،فإن کان فی قریة فإنه یلتفت عن یمینه ویساره ووراءه،فیدعواالناس بالنداء فإن کان فی سفرلیس معه بشرکثیرمع خلیفة أو لم یکن فی الناس من یدعوهم إلی الأذان فلیستقبل القبلة فی نداءه أجمع.(مصنف عبدالرزاق،باب استقبال القبلة ووضعه أصبعیه فی أذنیه (ح:۱۸۰۲)

(۲) قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاری:والمستحب للمؤذن أن یستقبل القبلة استقبالاً هکذا روی عبد اللّٰه بن زید رضی اللّٰه عنه عن النازل من السماء وفی شرح الطحاوی:ولوترک استقبال القبلة أجزأه ویکره.(الفتاویٰ التاتار خانیة،باب الأذان: ۵۱۵/۱)

ننگے سر اذان دینے کا حکم:

سوال: اگر کسی نے ننگے سر اذان دی، تو یہ اذان صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور ایسے آدمی کو شریعت میں کیا کہا جائے گا؟

الجواب

اذان تو ہو جائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہن کر اذان دی جائے۔ آئندہ فعل مذکور سے احتراز کیا جائے۔(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ ۲۵/۲/۱۳۷۷ھ۔ الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان۔

(خیر الفتاویٰ: ۲/۲۰۰۔۲۰۱)

ننگے سر اذان درست ہے یا نہیں:

سوال (۱) مؤذن کو ننگے سر اذان دینی جائز ہے یا نہیں؟

کھلے سر نماز درست ہے یا نہیں:

(۲) ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں، ایسا کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

کیا برہنہ سر اذان و نماز روافض کا طریقہ ہے:

(۳) برہنہ سر نماز پڑھنا یا اذان دینا روافض کا مشرب ہے یا نہیں؟

الجواب

فقہا نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، اذان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی اور نماز میں بھی یہ تفصیل کی ہے کہ سستی سے سر ننگا کرنا مکروہ ہے اور اگر تذلل اور انکسار اور خشوع و خضوع کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو کراہت نہیں۔(۲)

(۱) كانت له - النبى صلى الله عليه وسلم - عمامة تسمىٰ: السحاب، كساها عليّاً، وكان يلبسها ويلبس تحتها قلنسوة وكان يلبس القلنسوة بغير عمامة ويلبس العمامة بغير قلنسوة.(زاد المعاد فى هدية غير الأنام. فصل فى ملابسه صلى الله عليه وسلم: ۱/۱۳۰)

وتكره الصلاة حاسرًا رأسه تكاسلاً، ولابأس إذا فعله تذلّلا خشوعاً بل هو حسن، هكذا حكى عن شيخ الإسلام أبى الحسن السغدى.(المحيط البرهانى، الفصل السادس عشر فى التغنى والإلحان: ۱/۳۷۷. انيس)

(۲) وكره كفه، الخ، وصلاته حاسرًا أى كاشفاً رأسه للتكاسل ولابأس به للتذلل وأما للإهانة بها فكفر.(الدر المختار)

(قوله ولابأس به للتذلل): قال فى شرح المنية: فيه إشارة إلىٰ أن الأولىٰ أن لايفعله وأن يتذلل ويخشع بقلبه فإنهما من أفعال القلب، آه، وتعقبه فى الإمداد، الخ.(ردالمحتار، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۱/۵۹۹، ظفير)

لیکن اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ننگے سر اذان نہ کہے اور اگر کسی جگہ یہ روافض کا شعار ہو تو پھر ضرور ان کی مخالفت کرے اور ننگے سر اذان نہ کہے تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

درمختار میں ہے:

''وصلاته حاسرًا أی کاشفاً رأسه للتکاسل ولا بأس به للتذلل،الخ،ولو سقطت قلنسوة فإعادتها أفضل،الخ.(الدر المختار)(۱) **فقط** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۱۰۹-۱۱۰)

بلند آواز آدمی نہ ہو تو پست آواز والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص بلند آواز بوقت اذان کے مسجد میں موجود نہ ہو اور مؤذن مقرر نہ ہو تو کم آواز والوں کو اذان کہنا جائز ہے یا آخر وقت تک بلند آواز والے کا انتظار کرے؟

الجواب

مؤذن کا جہری الصوت ہونا امر مستحب ہے،(۲) اس کے انتظار کیلئے اخیر وقت تک اذان مؤخر کرنا نہیں چاہئے۔

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:''الوقت الأول من الصلاة رضوان اللّٰه''.(الحدیث)(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۱۱۹)

ضعیف آواز کے باوجود شوقِ اذان ہو تو کیا صورت ہوگی:

سوال: ایک بوڑھا شخص ہے وہ مسجد میں پہلے چلا آتا ہے اور وہ اپنے گھر سے بے فکر ہے، اذان پڑھنے کا شوق ہے، لیکن اس کی آواز جاتی رہی، اگر کوئی اور اذان پڑھتا ہے تو اس کو بُرا محسوس کرتا ہے اور منع کرتا ہے کہ تم اذان مت پڑھو، میں اس کی خدمت کرتا ہوں، میں ہی اذان پڑھوں گا، لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس کو اس حالت میں اذان، تکبیر کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار،باب،أیضاً:۱/۵۹۹ - ۶۰۰،ظفیر

(۲) عمار بن سعد...أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أمر بلالا أن یجعل أصبعیه فی أذنیه،وقال:إنه أرفع لصوتک.(سنن ابن ماجة،باب السنة فی الأذان (ح: ۷۱۰)/سنن الترمذی، باب ما جاء فی إدخال الأصبع فی الأذن عند الأذان (ح: ۱۹۷)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کان میں انگلی ڈالنے کا حکم فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس سے آواز زیادہ ہوگی، جس سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ بلند آواز سے اذان امر مستحب ہے۔(انیس)

(۳) سنن الترمذی باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل (ح: ۱۷۱)/سنن الدارقطنی،باب النهی عن الصلاة بعد صلاة الفجر ((ح:۹۸۳)/المخلصیات،الجزء السادس (ح:۱۲۹۳(۲۷۴)/معجم ابن عساکر، محمد بن أبی بکر بن عبد الرحیم أبو الموفق (ح:۱۱۳۴)انیس

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اذان کا ثواب تو اس کو بھی ملتا ہے،(۱) اگر اس کی آواز اہلِ محلّہ تک نہیں پہنچتی تو دوسرے آدمی کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔(۲) اس ضعیف آدمی کو اذان سے منع نہیں کیا جا سکتا اور منع کرنے سے باز نہیں آتا تو اس کی اذان کے بعد دوسرا شخص پڑھ دیا کرے، اس سے آواز بھی باہر تک پہنچ جائے گی اور اس ضعیف کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۲/۵-۴۰۳)

---

(۱) "عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "لایسمع مدی صوت المؤذن جن ولا إنس ولا شیء إلا شھد لہ یوم القیامۃ". (الصحیح للبخاری، باب رفع الصوت بالنداء (ح: ۶۰۹)

("عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "من أذّن سبع سنین محتسباً، کُتب لہ براء ۃ من النار". (سنن ابن ماجۃ، باب فضل الأذان وثواب المؤذنین (ح: ۷۲۷)/سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الأذان (ح: ۲۰۶)/المعجم الکبیر للطبرانی، مجاھد عن ابن عباس (ح: ۱۱۰۹۸) انیس)

(۲) "عن عبد اللّٰہ زید بن عبد ربہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ... فقال: "إنھا لرؤیا حق إن شاء اللّٰہ فقم مع بلال، فألق علیہ ما رأیت فلیؤذن بہ، فإنہ أندی صوتاً منک". (مسند الإمام أحمد، حدیث عبداللّٰہ بن زید بن عبدربہ (ح: ۱۶۴۷۸)/سنن الدارمی، باب فی بدء الأذان (ح: ۱۲۲۴)/خلق أفعال العباد للبخاری، باب أفعال العباد: ۵۴/۱/ سنن أبی داؤد، باب کیف الأذان (ح: ۴۹۹)/المنتقی لابن الجارود، ماجاء فی الأذان (ح: ۱۵۸) انیس)

قال الملا علی القاری: "وقال الإمام النووی: من ھذا الحدیث یؤخذ استحباب کون المؤذن رفیع الصوت". (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب الأذان: ۳۴۲/۲-۳۴۳. (رقم الحدیث: ۶۵۰، رشیدیۃ)

فیہ دلیل علی استحباب اتخاذ المؤذن رفیع الصوت حسنہ. (مرعاۃ المفاتیح، الفصل الثالث: ۳۵۷/۲) انیس

منھا أن یجھر بالأذان، فیرفع بہ صوتہ؛ لأن المقصود وھو الإعلام یحصل بہ، ألا تری أن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و سلم قال: لعبد اللّٰہ بن زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ: وعلمہ بلالاً، فإنہ أندی وأمد صوتاً منک. ولھذا کان الأفضل أن یؤذن فی موضع یکون أسمع للجیران کالمئذنۃ ونحوھا. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سنن الأذان: ۶۴۲/۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(۳) قال إبن عابدین ناقلاً عن النھایۃ: "(قولہ: وإذا أذن المؤذن الأذان الأول ترک الناس البیع) ذکر المؤذنین بلفظ الجمع إخراجًا للکلام مخرج العادۃ، فإن المتوارث فیہ اجتماعھم لتبلیغ أصواتھم إلٰی أطراف المصر الجامع آہ، ففیہ دلیل علٰی أنہ غیر مکروہ؛ لأن المتوارث لایکون مکروھاً، وکذلک نقول فی الأذان بین یدی الخطیب، فیکون بدعۃ حسنۃ؛ إذ مارآہ المؤمنون حسنًا فھو عند اللّٰہ حسن آہ ملخصًا، أقول: وقد ذکر سیدی عبد الغنی المسئلۃ کذلک أخذًا من کلام النھایۃ المذکور، ثم قال: ولا خصوصیۃ للجمعۃ؛ إذ الفروض الخمسۃ تحتاج للإعلام". (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أذان الجوق: ۳۹۰/۱، سعید)

اذان پست آواز سے کہنا:

سوال: جوشخص کسی مخالفت کی وجہ سے پروپیگنڈہ بناتا ہے، خود بھی دوسروں کو بھی تبلیغ کرے کہ اذان آہستہ دینی چاہئے جہاں سے بعض نہ سن سکیں اور ایسا کرتا بھی ہے مثلاً اذان کی جگہ مسجد کے آگے ہے وہ کہتا ہے کہ یہ مسجد کے پیچھے دینی چاہئے تاکہ دوسرے نہ سنیں اور ہم پہلے ہی نماز پڑھ لیں، وہ یوں ہی علیحدہ ہوکر پڑھیں گے۔ مقصدِ سوال یہ ہے کہ شرعاً ایسے شخص کا کیا درجہ ہے؟ کیا ایسا شخص بھی امامت کا مستحق ہے اور مقتدیوں کو ایسے شخص کی اقتدا کرنی چاہئے؟ نیز ایسے شخص کو اذان دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اذان بلند آواز سے بلند جگہ پر دی جائے کہ زیادہ دور تک آواز پہنچے،(۱) جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچے گی، وہاں تک کی ہر چیز مؤذن کے حق میں گواہی دے گی، اذان آہستہ کہنا تاکہ دوسروں تک آواز نہ پہنچے مقصد اذان کو فوت کرنا ہے اور ایسا کرنا مکروہ ہے، پھر اس نیت سے آہستہ اذان کہنا کہ کچھ لوگ جماعت سے محروم رہ جائیں، نہایت غلط اور پست قسم کا قابل ملامت جذبہ ہے، جو روحِ اذان اور اخوت اسلام کے خلاف ہے، جس میں یہ جذبہ ہو، اس کو اپنی اصلاح لازم ہے۔(۲) امام کے صفات واخلاق بہت اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں، نہ کہ ایسے گرے ہوئے، اگرچہ فریضۂ نماز اس کے پیچھے بھی ادا ہوجائے گا۔

"صلوا خلف کل بر وفاجر". (رواه أبوداؤد)(۳)

ردالمحتار میں امامت کے شرائط وصفات درج ہیں۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۴۰۳-۴۰۴)

---

(۱) عن عبدالله بن زيد... ورأى عمر مثل رؤيا عبدالله بن زيد فسبقه عبدالله بن زيد إلى النبى صلى الله عليه وسلم فأخبره بذلك فقال له النبى صلى الله عليه وسلم: قم فأذن، فقال: يارسول الله! إنى فضيع الصوت، فقال له: فعلم بلالاً مارأيت فعلمه فكان بلال يؤذن. (مصنف عبدالرزاق الصنعانى، باب بدء الأذان (ح: ۱۷۸۷) انيس)

(۲) "أن أبا سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه قال له: إنى أراك تحب الغنم والبادية، فإذا كنتَ فى غنمك أو باديتك، فأذنت للصلاة فارفع صوتك بالنداء، فإنه لا يسمع مدى صوت المؤذن جن ولا إنس ولا شىء إلا شهد له يوم القيامة". (موطأ الإمام مالك، باب ماجاء فى فى النداء للصلاة (ح: ۱۸۳)/صحيح البخارى، كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء (ح: ۶۰۹)/سنن النسائى، باب رفع الصوت بالأذان (ح: ۶۴۴)

"أن يجهر بالأذان، فيرفع به صوته؛ لأن المقصود وهو الإعلام يحصل به، ألا ترىٰ أن النبى صلى الله تعالىٰ عليه و سلم قال لعبد الله بن زيد رضى الله تعالىٰ عنه: "وعلمه بلالاً، فإنه أندىٰ وأمد صوتاً منك" ولهذا كان الأفضل أن يؤذن فى موضع يكون أسمع للجيران كالمئذنة ونحوها". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فى بيان سنن الأذان: ۱/۶۴۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

==

اذان کے لیے خوش الحانی ضروری نہیں:

سوال: زید کا سوال ہے کہ ہم خوش الحانی سے اذان نہیں پڑھ سکتے، کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ جب ریڈیو پر اذان آئے اور ہمارے ہاں اذان کا وقت ہو بھی جائے، تو ریڈیو کو اسپیکرز کے سامنے رکھ دیں اور خود علاحدہ پہلے یا بعد میں اسپیکر سے ہٹ کر اذان پڑھ لیں، کیا ایسا کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے؟

الجواب

اذان کے لیے ریڈیو کو اسپیکر کے آگے رکھنا فضول حرکت ہے، کیوں کہ ریڈیو سے جو اذان نشر کی جاتی ہے، وہ اکثر پہلے سے کیسٹ کی ہوئی ہوتی ہے، اس لیے اس کا حکم اذان کا نہیں۔(۱) اذان کے الفاظ صحیح ہونے چاہئیں، خوش الحانی نہ ہوئی، تو ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۰۳/۳)

اذان ترنم کے ساتھ:

سوال: آج کل ہمارے یہاں نوجوانوں کو اذان دینے کا شوق اس قدر ہو گیا ہے کہ ایک وقت کی بھی بانگی صاحب کے حصے میں آتی نہیں ہے، لیکن یہ نوجوان اذان کے ہر کلمہ کے یعنی جملہ کے اخیر میں اس قدر ''آآآآآآ'' اور اس الفاظ میں اتار چڑھاؤ کا موسوقی ترنم لگاتے ہیں کہ ہر جملہ سے تین چار گنا وقت کھینچ کر سامعین کو پریشان کرتے ہیں، گھڑی کا شمار چھ سے سات منٹ سے بڑھ جاتی ہے لہٰذا اس ترنم والی موسیقی اذان دینے میں از روئے شریعت کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ بعدہ اذان کے اختتام پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اذان موسیقی ترنم کے ساتھ دینا جس سے اصلی حروف میں زیادہ کھینچ تان ہو جائے منع ہے، خلافِ سنت ہے۔(۲) ایسی اذان کا جواب بھی لازم نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/۱۰/۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/۱۰/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۵/۵)

==(۳) سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع أئمة الجور: ۳٤۳/۱، سعید

(۴) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه لفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوةً تجويدًا لقراءة، ثم الأورع ثم الأسن، ثم الأحسن خلقاً، ثم الأحسن وجهاً، آه. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، سعید)

حاشیہ صفحہ ھذا:

(۱) وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحًا تقياً عالماً بالسنّة، كذا في النهاية. (الفتاوىٰ الهندية: ۵۳/۱)

(۲) "و لا لحن فيه: أي تغني بغير كلماته، فإنه لا يحل فعله و سماعه". (الدر المختار) ==

اذان بلند آواز سے کہنا سنت ہے:

سوال: ایک مسجد میں جماعت کے لئے دو چار آدمی آیا کرتے ہیں، مگر مؤذن کی آواز نہیں سنی جاتی، ایک شخص نے مؤذن سے کہا کہ اذان کیوں آہستہ دیتے ہو؟ مؤذن نے جواب دیا کہ اذان سن کر لوگ جماعت میں نہیں حاضر ہوتے، اس لئے زور سے اذان دینے سے اذان دینے والا بھی گنہگار ہوگا اور سننے والا بھی۔ کیا آہستہ اذان دی جاوے یا بلند آواز سے؟

حامدًا و مصليًا، الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

مؤذن کا جواب لغو ہے، صحیح یہ ہے کہ اذان کسی اونچے مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے دینا سنت ہے، اگرچہ جماعت میں آنے والے آدمی کم ہی ہوں۔(۱)

== "(قوله يغير كلماته): أي بزيادة حركة أو حرف أو مد أو غيرها في الأوائل والأواخر، قهستاني". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۷/۱، سعيد)

"ومنها ترك التلحين في الأذان؛ لما روى أن رجلاً جاء إلى ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما فقال: إني أحبك في اللّٰه تعالىٰ، فقال ابن عمر: إني أبغضك في اللّٰه تعالىٰ، فقال: لِمَ؟ قال: لأنه بلغني أنك تغني في أذانك، يعني التلحين". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان سنن الأذان: ۶۴۴/۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

"سن للفرائض بلا ترجيع ولحن". (كنز الدقائق)

"(قوله: ولحن) ... ولهٰذا فسره ابن الملك بالتغني بحيث يؤدي إلىٰ تغيير كلماته، وقد صرحوا بأنه لا يحل فيه، وتحسين الصوت لا بأس به من غير تغن، ... كذا في الخلاصة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۴۴۲/۱-۴۴۶، رشيدية)/ فتح القدير، باب الأذان: ۲۴۸/۱. انيس)

(۳) "ويجيب من سمع الأذان بأن يقول كمقالته إن سمع المسنون منه، وهو ما كان عربيا لا لحن فيه". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۹۶/۱-۳۹۷، سعيد)

فلو كان بعض كلماته غير عربي أو ملحوناً لا تجب عليه الإجابة في الباقي، لأنه حينئذ ليس أذاناً مسنوناً. (رد المحتار، كتاب الصلاة، فائدة التسليم بعد الأذان: ۳۹۷/۱) انيس)

حاشيه صفحه هذا:

(۱) عن محمد بن عبد اللّٰه بن عبد ربه قال حدثني أبي عبد اللّٰه بن زيد قال: لما أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالناقوس يعمل ليضرب للمسلمين إلى الصلوٰة... فقلت: يا عبد اللّٰه أتبيع هذا الناقوس فقال: ماتصنع به؟ قلت: ندعوبه إلى الصلوٰة... فلما أخبر بها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إنها لرؤيا حق إن شاء اللّٰه، فقم مع بلال فألقها عليه فإنه أندىٰ صوتاً منك، الخ. (سنن الدارمي، باب في بدء الأذان (ح: ۱۱۸۷-۱۲۲۴)) مسند الإمام أحمد، حديث عبد اللّٰه بن زيد بن عبد ربه (ح: ۱۶۴۷۸)/ خلق أفعال العباد للبخاري، باب أفعال العباد: ۵۴/۱/ سنن أبي داؤد، باب كيف الأذان (ح: ۴۹۹)/ المنتقى لابن الجارود، ماجاء في الأذان (ح: ۱۵۸) ==

والسنة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه ويرفع صوته. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/ ۳٤)(۱) ولقوله عليه السلام: (إذا كنت في غنمك أو باديتك فأذنت للصلاة فارفع صوتك بالنداء) الحديث. (۲)(ردالمحتار: ۲/ ٤۰٥)(۳)فقط والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم وأحكم (مرغوب الفتاویٰ:۲/۱۲۰)

اذان میں روانگی سنت ہے:

سوال: بعض جگہ مؤذن اذان کے ہر کلمہ کو جدا جدا کر کے کہتا ہے جبکہ مشہور یہ ہے کہ اذان میں تکبیر دو دو کلمے ملا کر کہنا چاہئے، اگر کوئی شخص کلمات اذان اس طرح جدا جدا پڑھتا ہے، تو اس سے صحت اذان پر کچھ اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اذان میں ترسیل سنت ہے یعنی تکبیر دو دو کلمے ملا کر کہے، البتہ اگر کسی نے ایسا نہیں کیا بلکہ جدا جدا کلمے کہے، تب بھی جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اذان کا اعادہ کیا جائے تا کہ سنت کے مطابق اذان ادا ہو جائے۔ (۴)

== ويسن الأذان في موضع عالٍ والإقامة على الأرض. (البحر الرائق، باب الأذان: ۱/ ۲٦۸)

(ويؤذن المؤذن حيث يكون أسمع للجيران) لأن المقصود إعلامهم ويرفع صوته لأن الاعلام لا يحصل إلا به. وفي الحديث: يشهد للمؤذن من سمع صوته ويستغفر للمؤذن مدىٰ صوته. (المبسوط للسرخسي، باب الأذان: ۱/ ۱۳۸. انيس)

(۱) الفتاوىٰ الهندية: ۱/ ٥٥، الفصل الثاني في كلمات الأذان

(۲) والحديث أخرجه الإمام مالك في الموطأ، كتاب الصلوٰة، باب ماجاء في النداء للصلوٰة، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه / و البخاري في الصحيح، كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء (ح: ٦۰۹)/ و النسائي في سننه، باب رفع الصوت بالأذان (ح: ٦٤٤)/ والإمام الشافعي في السنن الماثورة برواية المزني، باب ما جاء في الأذان (ح: ۱۳٤) وفي المسند بترتيب السندي، الباب الثاني في الأذان (ح: ۱۷٦)/، انيس)

(۳) قال ابن عابدين تحت قوله رافعاً صوته: "بحديث صحيح (إذا كنت في غنمك أو باديتك فأذنت للصلاة فارفع صوتك بالنداء فإنه لا يسمع مدى صوت المؤذن إنس ولا جان ولا مدر إلا شهد له يوم القيامة). (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق)

(۴) عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال: يا بلال! إذا أذنت فترسل في ذلك وإذا أقمت فاحدر. (سنن الترمذي، باب ماجاء في الترسل في الأذان (ح: ۱۹٥)/ المنتخب من مسند عبد بن حميد، من مسند جابر بن عبدالله (ح: ۱۰۰۸)/ المستدرك على الصحيحين، باب في فضل الصلوات الخمس (ح: ۷۳۲)

عن أبي الزبير مؤذن بيت المقدس قال: جاء نا عمر بن الخطاب فقال: إذا أذنت فترسل وإذا أقمت فاحدر. (مصنف ابن أبي شيبة، من قال يترسل في الأذان ويحدر في الإقامة (ح: ۲۲۳٤)/ سنن الدارقطني، باب ذكر الإقامة وذكر اختلاف الروايات فيها (ح: ۹۱٦) انيس)

قال الحصكفي:(ويترسل فيه)بسكتة بين كل كلمتين ويكره تركه وتندب إعادته.

قال ابن عابدين:(قوله بسكتة)أي تسع الإجابة مدنى عن منلا على القارى، وهذه السكتة بعد كل تكبيرتين لابينهما كما أفاده فى الإمداد أخذًا من الحديث،وبه صرح فى التاترخانية (قوله وتندب إعادته)أى لوترك الترسل.(رد المحتارعلى الدرالمختار:۳۸۷/۱، باب الأذان)(۵)

(فتاویٰ حقانیہ:۵۱/۳)

بوقت اذان کانوں کے سوراخ میں انگلی ڈالنا سنت ہے:

سوال: اذان اکثر ہاتھ چھوڑ کر یا ایک ہاتھ کان پر رکھ کر جدھر کو چاہے منھ کر کے دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ خلاف سنت ہے، مگر اذان ہو جاتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۹۸/۲)

اذان کے دوران انگلیوں کا کانوں کے سوراخ میں رکھنے کا حکم:

سوال: اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں داخل کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا سنت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اذان کی آواز میں تیزی اور بلندی پیدا ہوتی ہے،(۲) اگر چہ آج کل کے دور میں لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے اب یہ علت وسبب اختیار کرنے کی وجہ مفقود ہے۔اس لئے کہ بدوں اس کے آواز بلند ہوتی ہے، مگر تواتر کی وجہ سے آج بھی یہی عمل سنت ہے۔

(۵) قال ابن نجيم:(قوله ويترسل فيه ويحدرفيها)أى يتمهل فى الأذان ويسرع فى الإقامة وحده أن يفصل بين كلمتى الأذان بسكتة بخلاف الإقامة للتوارث،الخ.وفى الظهيرية:ولوجعل الأذان إقامة يعيد، ولوجعل الإقامة أذانا لايعيد؛لأن تكرار الأذان مشروع دون الإقامة ، الخ.

قال ابن عابدين فى حاشيته:ثم الإعادة إنما هى أفضل.(البحرالرائق مع منحة الخالق:۲۵۷/۱_۲۵۸،باب الأذان)

(۱) عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه قال:رأيت بلالاً يؤذن ويدورويتبع فاه هاهنا،ها هنا،وأصبعاه فى أذنيه،ورسول الله صلى الله عليه وسلم فى قبة حمراء.(سنن الترمذى،باب ما جاء فى إدخال الأصبع فى الأذن عند الأذان (ح:۱۹۷)/سنن ابن ماجة،باب السنة فى الأذان(ح: ۷۱۱)/ سنن البيهقى، باب الالتواء فى حى على الصلاة،حى على الفلاح (ح:۱۸۵۳)انيس)

ويجعل ندباً أصبعيه فى صماخ أذنيه فأذانه بدونه حسن وبه أحسن.(الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار،باب الأذان: ۳۶۰/۱،ظفير)

(۲) عماربن سعد...أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمربلالاً أن يجعل أصبعيه فى أذنيه، ==

لما قال العلامة ابن نجيم المصرى:وإنماكا ن ذلک أبلغ فى الإعلام لأن الصوت يبدأ من مخارج النفس فإذا سد أذنيه اجتمع النفس فى الفم فخرج الصوت عاليا من غيرضرورة.(البحرالرائق:۲۶۰/۱،باب الأذان)(۳)(فتاویٰ حقانیہ:۵۹/۳)

بوقتِ اذان کانوں میں انگلی ڈالنا ہر اذان کے لئے ہے یا صرف مسجد کی اذان کے لئے:

سوال: ادخال سبّابتین عندالاذان مخصوص باستحباب باذان مسجد است یا کہ بہمہ مکانات کہ در غیر مسجد دراں باذان نماز خواندہ شود؟(۱)

الجواب

بہمہ اذانہا مستحب است، کما ھو مفاد الاطلاق۔ فقط(۲)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲۸/۲-۱۲۹)

== وقال:إنه أرفع لصوتک.(سنن ابن ماجة،باب السنة فى الأذان (ح: ۷۱۰)/سنن الترمذى،باب ما جاء فى إدخال الأصبع فى الأذن عند الأذان (ح:۱۹۷)انيس)

(۳) قال العلامة ابن عابدين:(تحت قوله ويجعل أصبعيه)لقوله صلى الله عليه وسلم لبلال رضى الله عنه اجعل أصبعيک فى أذنيک فإنه أرفع لصوتک وإن جعل يديه علىٰ أذنيه فحسن.(رد المحتار:۲۸۵/۱، باب الأذان)

لعل الحكمة أنه إذا سد صماخيه لا يسمع إلاالصوت الرفيع فيتحرى فى استقصائه كالأطروش بخلاف إذا تركهماخاليتين.(شرح المشكاة للطيبى،باب فضل الأذان وإجابة المؤذن:۹۰۹/۳.انيس)

لم يبين فى الحديث ما هى الإصبع،ونص النووى على أنها المسبحة ولوكان فى إحدىٰ يديه علة جعل الإصبع الأخرىٰ فى صماخه.(عمدة القارى،باب هل يتبع المؤذن فاه ههنا وههنا:۱۴۷/۵.انيس)

(۱) خلاصۂ سوال: اذان کے وقت کانوں میں انگلی ڈالنا مسجد کی اذان کے لئے مستحب ہے یا مسجد کے علاوہ ہر اس مقام کی اذان کے لئے جہاں نماز پڑھی جائے؟انیس

(۲) خلاصۂ جواب: کانوں میں انگلی ڈالنا تمام اذانوں کے لئے مستحب ہے۔انیس

ويجعل ندباً أصبعيه فى صماخ أذنيه فأذانه بدونه حسن وبه أحسن.(الدرالمختار)

لقوله عليه الصلاة والسلام لبلال: اجعل أصبعيک فى أذنيک فإنه أرفع لصوتک.(رد المحتار،باب الأذان:۳۶۰/۱،ظفير)

عن بلال أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:إذا أذنت فاجعل أصبعيک فى أذنيک فإنه أرفع لصوتک.(السنن الكبرىٰ للبيهقى،باب وضع الإصبعين فى الأذنين عندالتأذين (ح:۱۸۵۶)

عن أبى حجيفة قال:رأيت بلالاًيؤذن ويدورويتبع فاه هاهنا و هاهناواصبعاه فى أذنيه.(سنن الترمذى،باب ماجاء فى إدخال الإصبع فى الأذن (ح:۱۹۷)

سهل أبى أسد قال:من السنة أن تدخل إصبعيک فى أذنيک.(الصلاة لأبى نعيم الفضل بن دكين، باب فى المؤذن يجعل إصبعيه فى أذنيه (ح:۲۱۳)انيس)

بوقت اذان کانوں میں انگلیاں نہ دینے میں مضائقہ نہیں:

سوال: (۱) کیا اذان دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالے؟ کیا ایسا کرنا سنت ہے؟

(۲) اگر مؤذن اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں نہ دے، صرف کانوں پر ہاتھ رکھ لے تو درست ہوگا یا نہیں؟

(۳) اگر مؤذن اذان دیتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے تو درست ہوگا یا نہیں؟ آج کل لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہوتا ہے اگر انگلیاں نہ ڈالی جائے تو کیا مضایقہ ہے؟

(۴) انگلیاں کان میں نہ دینے پر مؤذن پر حملہ کرنا اور اس کو گالی دینا اور سخت پٹائی کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

(۱) اذان کے وقت انگلیاں کانوں میں رکھنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

(۲) دونوں کانوں پر یا ایک کان پر ہاتھ رکھ لینے سے بھی استحباب ادا ہو جائے گا۔

(۳) اگر ہاتھ چھوڑ کر اذان کہہ دی تو بھی کچھ حرج نہیں، کان پر ہاتھ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے، لاؤڈ اسپیکر میں اس کی حاجت تو نہیں، مع ہذا بغرض تشبہ کانوں میں انگلیاں دے لینا بہتر ہے۔

قال فی شرح التنویر: (ویجعل)ندباً(أصبعیه فی صماخ أذنیه)فأذانه بدونه حسن وبه أحسن.

وفی الشامیة: (قوله: ویجعل أصبعیه، الخ)لقوله صلی اللّٰه علیه وسلم لبلال -رضی اللّٰه تعالیٰ عنه-: اجعل أصبعیک فی أذنیک فإنه أرفع لصوتک، وإن جعل یدیه علیٰ أذنیه فحسن لأن أبا محذورة-رضی اللّٰه تعالیٰ عنه-ضم أصابعه الأربعة ووضعها علیٰ أذنیه وکذا إحدیٰ یدیه علیٰ ما روی عن الإمام، إمداد وقهستانی عن التحفة. (قوله: فأذانه)تفریع علیٰ قوله: ندباً. قال فی البحر: و الأمر أی فی الحدیث المذکور للندب بقرینة التعلیل فلذا لو لم یفعل کان حسناً فإن قیل ترک السنة کیف یکون حسناً، قلنا: إن الأذان معه أحسن فإذا ترکه بقی الأذان حسناً، کذا فی الکافی، آه، فافهم. (رد المحتار: ۱/ ۳۶۰)(۱)

(۱) (ویجعل إصبعیه فی أذنیه)لماروی أنه علیه الصلاة والسلام قال لبلال: "اجعل أصبعیک فی أذنیک فإنه أرفع لصوتک" وإن لم یفعل فحسن، لأنه لیس بسنة أصلیة، إذلیس هو فی أذان صاحب الرؤیاولم یشرع لأصل الإعلام بل للمبالغة فیه، الخ. (تبیین الحقائق، إجابة المؤذن: ۱/ ۹۲. انیس)

(۴) اس فعل پر مؤذن کو مجبور کرنا اور اس کی بے عزتی کرنا گناہ کبیرہ ہے،(۲) حاکم پر لازم ہے کہ ایسے جاہلوں کو سخت سزا دے تاکہ وہ آئندہ اس قسم کے ظلم اور گناہ عظیم کا ارتکاب نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۷/ جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۲۸۵)

☆☆☆

(۲) عن أبی هريرة يقول: قيل لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن فلانة تصلى الليل وتصوم النهار وفى لسانها شىء يؤذى جيرانها سليطة قال: لاخير فيها، هى فى النار، وقيل له: إن فلانة تصلى المكتوبة وتصوم رمضان وتتصدق بالأثوار ليس لها شىء غيره ولاتؤذى أحداً، قال: هى فى الجنة. (المستدرک للحاكم: ۱۸۳/٤ (ح: ۷۳۰٤)/ مسند اسحاق بن راهويه، مايروى عن أبى يحيٰ مولى جعدة (ح: ۲۹۳)

أن عبداللّٰه أوصىٰ ابنه عبدالرحمن فقال: أوصيک بتقوى اللّٰه وليسعک بيتک واملک عليک لسانک وابک على خطيئتک. (مصنف ابن أبى شيبة، كلام ابن مسعود رضى اللّٰه عنه (ح: ۲٤٥۲٥)